23

قربانی کی وہ روح اپنے اندر پیدا کرو جو الٰہی جماعتوں میں کارفرما ہوتی ہے

(فرمودہ 29 جولائی 1949ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج میں اختصاراً جماعت کو ایک اہم امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ بات ایسی ہے کہ قادیان میں بھی میں دوستوں کو اس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور ہجرت کے بعد بھی میں نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جماعت اس مضمون کو پوری طرح سمجھ نہیں سکی اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اس طرف جلد توجہ نہ کی گئی تو ممکن ہے کہ قربانیوں کا وقت آنے پر بعض لوگ گر جائیں اور اپنے پہلے ایمان کو بھی کھو بیٹھیں۔

وہ بات یہ ہے کہ الٰہی جماعتیں ہمیشہ ایک خاص رنگ میں ترقی کیا کرتی ہیں اور آج تک اس میں ہمیں کوئی استثناء نظر نہیں آتا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے، حضرت موسٰی علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے، حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زمانہ ہمارے سامنے ہے، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ جن حالات میں سے گزرے اُن سے بھی ہم ناواقف نہیں۔ ان کے علاوہ باقی انبیاء جن کا ذکر

قرآن کریم نے مختصراً کیا ہے یا نہیں کیا اُن کے زمانے بھی ہمارے سامنے ہیں ۔ یہ تمام کے تمام انبیاء ایسے تھے جن کی جماعتیں ایک خاص رنگ کے مصائب سے گزر کر ترقی کے مقام کو پہنچیں۔ لیکن ہماری جماعت ابھی تک اس رنگ کے مصائب میں سے نہیں گزری۔ دراصل اس میں ابتدائی زمانہ سے ہی کچھ ایسا عنصر آ گیا تھا جس نے اسے بجائے ایک الٰہی جماعت سمجھنے کے سوسائٹی اور انجمن سمجھ لیا اور یہ خیال کر لیا کہ جس طرح کسی خاص مقصد میں کامیابی حاصل کرنے اور ترقی حاصل کرنے کے لیے کسی انجمن یا سوسائٹی میں داخل ہونا ضروری ہے اسی طرح ہم بھی اس میں داخل ہو کر اپنے مقصد کو پالیں گے۔ اس سے زیادہ انہوں نے کوئی بات اپنے مدنظر نہ رکھی۔

مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا مجھے یاد نہیں کہ اُس موقع پر گھر میں کوئی اَور آدمی بھی موجود تھا یا نہیں۔ ہوسکتا ہے وہاں میرے سِوا اَور بھی کوئی ہو کیونکہ میری عمر چھوٹی تھی اور اتنی اہم بات آپ نے صرف مجھے مخاطب کر کے نہیں کہی ہو گی۔ غالباً حضرت اماں جان یا حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب گھر میں موجود ہوں گے اور ان کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا ہماری جماعت میں تین قسم کے لوگ شامل ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہوں نے میرے دعوٰی کو اچھی طرح سمجھا اور پھر مجھ پر دل سے ایمان لا کر جماعت میں داخل ہوئے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنہیں مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ حُسنِ ظنّی تھی انہوں نے جب آپ کے علم کا شُہرہ سنا اور دیکھا کہ وہ اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں تو آپ کی نقل میں انہوں نے بھی میری بیعت کر لی اور تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جنہوں نے ہماری جماعت کو منظّم اور کام کرنے والی دیکھا، دوسرے مسلمانوں کا انہوں نے تجربہ کیا تو اُن میں کسی قسم کی زندگی اور بیداری نہ پائی لیکن ہماری جماعت میں ایک خاص قسم کا جوشِ عمل انہیں نظر آیا اس لیے وہ اس میں داخل ہوگئے۔ وہ بھی ایمان کی وجہ سے اس جماعت میں داخل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اسے حصولِ مقصد کے لیے ایک ذریعہ بنانا چاہا۔

حقیقت یہ ہے کہ خواہ دانستہ طور پر انہوں نے ایسا کیا یا نادانستہ طور پر بہرحال ہماری جماعت میں شروع سے ہی کچھ ایسے لوگ شامل ہو گئے تھے جنہوں نے اسے ایک سوسائٹی یا انجمن

سمجھا۔ ان میں یہ حِس ہی نہیں تھی کہ الٰہی جماعتیں کس طرح تمام دنیا پر چھا جایا کرتی ہیں۔ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے جماعت کو ایک معمولی سوسائٹی یا انجمن سے زیادہ درجہ نہ دیا اور سمجھ لیا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ مثلاً ریڈ کراس سوسائٹی ہے وہ تمام دنیا پر غالب تو نہیں ہے لیکن تاہم اس کا کام تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں اور یہی ان کا مطمحِ نظر تھا اس کو حاصل کرنے میں وہ لوگ کامیاب ہوگئے اور سمجھ لیا کہ ہم نے اپنے مقصد کو پا لیا۔ یا مثلاً سالویشن آرمی (Salvation Army)1 ہے۔ عیسائیوں کا یہ مقصد نہیں تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس میں داخل ہو جائے یا اس کے ذریعہ وہ دنیا کے اصول بدل ڈالیں۔ کچھ لوگ اس میں داخل ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ ہم نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا ہے۔ یہی خیال تھا جو ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں پایا جاتا تھا۔ وہ عنصر تو نکل گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابھی تک جماعت کے بعض لوگوں نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے وہ درست نہیں۔ اور جس طریق پر جماعت اب چل رہی ہے اس سے ہم باقی دنیا کو اپنے ساتھ مل جانے پر مجبور نہیں کر سکتے اور اُن پر ایسا اثر نہیں ڈال سکتے کہ وہ بھی ہمارے پیچھے چلیں۔ یہ سلسلہ سچا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک وقت خدا تعالیٰ اس پر ایسا لے آئے گا کہ تمام دنیا کی توجہ اس طرف پھر جائے گی اور وہ اس میں گروہ در گروہ داخل ہوں گے اور اس کے آثار نظر بھی آ رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم نے اس سلسلہ میں کیا کچھ کیا؟ ہم نے اس اہم مقصد کی طرف وہ توجہ نہیں دی جو ہمیں دینی چاہیے تھی۔

افغانستان میں ہمارے کچھ آدمی شہید کر دیئے گئے اُس کے بعد ہم نے اُسے اسی طرح چھوڑ دیا گویا وہ علاقہ دنیا سے مٹ گیا ہے۔ حالانکہ الٰہی جماعتوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ اگر دشمن ان کے افراد کو مارنا چاہتا ہے تو وہ گھبراتے نہیں۔ وہ اپنے آپ کو موت کے لیے پیش کرتے چلے جاتے اور مرتے چلے جاتے ہیں۔ افغانستان میں اگر کچھ لوگ احمدی ہوئے تو وہ اتفاقی طور پر ہوئے ہیں ورنہ ہم نے اُس طرف سے اپنی توجہ بالکل پھیر لی ہے۔ اِسی طرح بعض اَور ملکوں میں بھی ہو رہا ہے۔ اگر ہم ایک مامور کی جماعت ہیں جیسا کہ ہمارا دعوٰی ہے تو یقیناً ایک وقت ایسا آئے گا جب دنیا ہمیں مٹا دینے کے درپے ہوگی۔ مگر جب ایسا وقت آئے گا تو کیا وہ لوگ جو اپنی آمد کا 1/10 یا 1/9 یا 1/8 بھی چندہ کے طور پر نہیں دیتے وہ اُس وقت احمدیت کی خاطر اپنی سینکڑوں روپے کی

آمد کو چھوڑ دیں گے؟ اگر اِس وقت وہ سلسلہ کے لیے اپنی آمد کا 1/10 حصہ بھی دینے کے لیے تیار نہیں تو ہم ان پر یہ امید کس طرح کر سکتے ہیں کہ وہ اُس وقت احمدیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیں گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی جماعت کے اکثر حصہ میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور اس سلسلہ میں وہ جوشِ عمل نہیں پایا جاتا جس کی الٰہی جماعتوں سے امید کی جاتی ہے حالانکہ الٰہی سلسلوں میں شامل ہونے والے سب کے سب واقفینِ زندگی ہوا کرتے ہیں۔ وہ رات کو جب سونے لگتے ہیں تو اپنے دن بھر کے اعمال پر غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا رات ان پر ایمان کی حالت میں آئی ہے۔ اور پھر جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو دن بھر کے لیے ایک مذہبی پروگرام بناتے ہیں۔ گویا اُن کا دن اور رات دین کی خدمت میں گزرتا ہے۔ جب تک جماعت کے تمام دوستوں میں یہ روح پیدا نہ ہو جائے وقت آنے پر وہ قربانی کے لیے تیار نہیں ہو سکتے۔ اور جب یہ روح پیدا ہو جائے گی اور ہم میں سے ہر فرد کا دن اور رات دین کے کاموں میں گزرے گا تو یقیناً ہماری کامیابی میں کچھ بھی شُبہ باقی نہیں رہے گا۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ میں نے بچپن میں ایک کشتی خریدی، اگرچہ اسے تالا لگا دیا جاتا تھا لیکن چونکہ اُن دنوں تالے دیسی قسم کے پیچوں والے ہوتے تھے جو لکڑی سے کھول لیے جاتے تھے۔ اس لیے دوسرے لڑکے آسانی کے ساتھ کشتی کھول کر لے جاتے، اسے چلاتے اور اس میں چھلانگیں مارتے اور کُودتے جس کی وجہ سے کشتی میں سوراخ ہو گئے اور پانی اندر آنا شروع ہو گیا۔ سوراخوں میں روئی ڈال ڈال کر بند کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن سوراخ اتنے بڑے اور کثیر تعداد میں تھے کہ ان کا بند کرنا مشکل تھا۔ میں نے تنگ آ کر کچھ لڑکوں سے کہا کہ کسی طرح کشتی کھول کر لے جانے والوں کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔ ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مدرسہ احمدیہ کا ایک لڑکا آیا اور اس نے کہا لڑکے کشتی کھول کر اسے چلا رہے ہیں آپ آ کر دیکھ لیں۔ وہ کشتی چھ سات آدمیوں کے لیے بنوائی گئی تھی لیکن جب میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دس بارہ لڑکے بے تحاشا کشتی میں اس طرح کُود رہے ہیں جس طرح شکر بنانے والے شکر کو مَلتے ہیں اور وہ اس کو بھی ایک ذوق سمجھتے تھے۔ انہیں ایسا کرتے دیکھ کر مجھے غصہ آیا۔ میں نے کچھ لڑکے دوڑائے اور انہیں کہا کہ تمام راستے روک لو۔ یہ بھاگنے نہ پائیں۔ ایک طرف میں خود کھڑا ہو گیا۔ میں مدرسہ احمدیہ کی طرف تھا اور کشتی دوسری طرف تھی۔ وہ لڑکے گاؤں کے رہنے والے تھے اور رئیس سے لوگ عموماً

خوف کھاتے ہیں۔ وہ ڈر کے مارے بھاگے اور جس طرف منہ آیا نکل گئے۔ اتفاق سے ان کا ایک رِنگ لیڈر جو قصاب کا لڑکا تھا میری طرف ہی بھاگ آیا۔ وہ مجھ سے عمر میں بڑا تھا اور طاقت میں بھی مضبوط تھا۔ وہ چاہتا تو مجھے مار سکتا تھا لیکن اُس پر خوف طاری ہوگیا جس کی وجہ سے وہ اچانک مجھے دیکھ کر سہم گیا۔ میں دیوار کے پیچھے چُھپ کر کھڑا تھا وہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا لیکن مارا نہیں۔ مجھے اپنے نفس پر قابو تھا۔ میرا ہاتھ اوپر اٹھا ہوا دیکھ کر اُس کا ہاتھ یکدم اُوپر اُٹھا جس کی وجہ سے میرا غصہ اور تیز ہوگیا لیکن بعد میں اسے عقل آ گئی اور اس نے ہاتھ نیچے ِگرا کر کہا اچھا جی! اگر آپ مارنا چاہتے ہیں تو مار لیں۔ یہ میرے بچپن کا واقعہ ہے اور اب میری عمر ساٹھ برس کی ہے۔ لیکن اب بھی جب وہ واقعہ مجھے یاد آتا ہے تو میرے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مارنا تو دُور کی بات ہے میں نے مارنے کے لیے صرف ہاتھ اُٹھایا تھا اور پھر اسے نیچے گرا لیا تھا۔ لیکن اب بھی وہ واقعہ مجھے یاد آجائے تو شرم آتی ہے۔ اُس لڑکے نے اپنا ہاتھ نیچے گرا لیا تو میں نے شرمندگی کے ساتھ اپنی پیٹھ پھیری اور دوسری طرف نکل گیا۔ غرض مار کھانا بڑے حوصلہ کی بات ہے۔ جو مارتے ہیں وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف نہیں پھیر سکتے۔ مگر جو مار کھاتے ہیں اُن کی طرف دنیا کی توجہ پھر جاتی ہے۔

پس جماعت کو یہ روح اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔ اگر جماعت کے دوست اپنے اندر یہ روح پیدا نہیں کریں گے تو میں ڈرتا ہوں کہ ایسے لوگ وقت آنے پر کچّے دھاگے ثابت ہوں گے اور اپنے دلوں کو یہ تسلی دے لیں گے کہ ہم دل سے تو احمدی ہی ہیں۔ لیکن جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے یہ ایمان قابلِ قبول نہیں ہوسکتا اور ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے رحم کے نہیں بلکہ اُس کے غضب کے مستحق ہوتے ہیں''۔ (الفضل 16 مارچ 1960ء)

---

1 : **سالویشن آرمی**:(Salvation Army): مُکتی فوج یعنی عیسائیوں کی وہ مذہبی تنظیم جس کے ممبروں کو فوج کا نام دیا گیا جو 1865ء میں جنرل ولیم بُوتھ (Gen. William Booth) کے ذریعہ غرباء کی مدد کے نام پر قائم ہوئی۔ اس کا مرکز لندن میں ہے اور دنیا کے 126 ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔

(The Concise Oxford Dictionary of Current English)